یتیم کی پرورش کا صلہ

(۴۹)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى. (بخاری، رقم ۶۰۰۵)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔

(۵۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لغيرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى. (مسلم، رقم ۷۴۶۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا رشتہ دار ہو یا غیر، جنت میں اس طرح ہوں گے، جیسے یہ دو انگلیاں۔ امام

مالک نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔

توضیح

بچہ اپنی ہر ضرورت کے لیے ماں باپ کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر وہ ماں باپ کے سہارے سے محروم ہو جائے تو پھر اس سے زیادہ بے بس و بے کس شاید ہی اور کوئی ہو۔ چنانچہ آپ نے بتایا کہ جو شخص کسی یتیم کی ذمہ داری اٹھاتا اور اُس کی کفالت کرتا ہے وہ خدا کی نظر میں اتنا پسندیدہ عمل کرتا ہے کہ اسے جنت میں میرا ساتھ اس طرح میسر ہوگا جیسے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔

(۵۱)

پڑوسی کے حقوق

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَاقِيَهُ. (بخاری، رقم ۶۰۱۶)

ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم، وہ مومن نہ ہوگا؛ خدا کی قسم، وہ مومن نہ ہوگا؛ خدا کی قسم، وہ مومن نہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا: کون یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اُس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہے۔

توضیح

امن و امان ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔ ہر پڑوسی پر اُس کے پڑوسی کا یہ حق باقی سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا اور آخرت پر سچے دل سے ایمان رکھنے والا کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اُس کے اس بنیادی حق ہی سے محروم کر دے اور اپنی شرارتوں سے اُس کو ستائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورُّهُ. (بخاری، رقم ۶۰۱۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے خیال ہوا، یہ تو عنقریب اسے وراثت میں حق دار بنا دیں گے۔

توضیح

اللہ تعالیٰ نے قریبی رشتہ داروں کی طرح پڑوسی کو انسان کی میراث میں حصہ دار تو نہیں بنایا، لیکن یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ حسن سلوک کے پہلو سے پڑوسیوں کا حق اٹھانے کی قریبی رشتہ داروں کی مثل ہے جنہیں انسان کی میراث میں حصہ دار بنایا گیا ہے۔

میراث میں حصوں کی تقسیم کا اصول اُنہم اَقْرَبُكُمْ نَفْعًا (النساء: ۱۱) ہے، یعنی رشتہ داروں میں سے بلحاظ منفعت کون زیادہ قریب ہے، چنانچہ منفعت کے لحاظ سے زیادہ قریبی رشتہ دار زیادہ حصہ پاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پڑوسیوں کی منفعت رشتہ داروں کی منفعت جیسی نہیں ہوتی، جبھی تو انہیں میراث میں حصہ نہیں دیا گیا۔ لیکن خدا کے نزدیک پڑوس کا رشتہ ایسا اہم ہے کہ اس کی بنا پر باہم خیر خواہی کی جو ذمہ داری بنتی ہے وہ انہیں حسن سلوک کے حوالے سے قریبی رشتہ داروں جیسے حقوق دلا دیتی ہے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑوسی کے حقوق کی اس قدر تاکید کی کہ انہیں خیال ہوا، یہ انہیں کہیں وراثت ہی میں حق دار نہ بنا دیں۔

پڑوسیوں کی خبر گیری

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي: إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهُ ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتِ مَنْ جِيرَانِكَ فَأَصْبِهِمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ.

(مسلم، رقم ۶۶۸۹)

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت کی کہ جب تم شور باپکاو تو اُس میں پانی بڑھا دیا کرو اور اپنے ہم سایوں کو دیکھو اور پھر (ان میں سے جس کو اس کی ضرورت ہو) اسے اس میں سے کچھ دے دو۔

توضیح

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر حال میں اور ہر ممکن طریقے سے اپنے پڑوسیوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۵۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِحَارَتِهَا وَلَوْ فَرِسَنَ شَاةٍ. (بخاری، رقم ۶۰۱۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: مسلمان بیویو، تم میں سے کوئی اپنی پڑوسن کے لیے کسی تحفے کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو۔

(۵۵)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِحَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فَرَسِينَ شَاةٍ. (ترمذی، رقم ۲۱۳۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: باہم تحفے دیا کرو، کیونکہ تحفہ دل کے کینے اور غصے کو زائل کر دیتا ہے اور کوئی بی بی اپنی پڑوسن کے لیے کسی تحفے کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا ایک کھر

ہی کیوں نہ ہو۔

توضیح

پہلی بات یہ ہے کہ تحفہ خواہ قیمتی ہو یا حقیر بہر حال محبت کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ پڑوسی ہمارے ان متعلقین میں سے ہے جو ہمارے لیے انتہائی قابلِ تکریم ہوتے ہیں۔ آپ نے یہ واضح فرمایا کہ اگر کسی پڑوسی کے لیے اپنے پڑوسی کو دینے کے لیے کوئی چھوٹا سا تحفہ ہی کیوں نہ ہو، اسے وہ تحفہ حقیر جانتے ہوئے اپنے پڑوسی کو بھیجنے میں شرمنا اور ہچکچانا نہیں چاہیے۔

(۵۶)

پڑوسی اور مہمان کا اکرام

عَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أُذُنَايَ وَأَبْصَرْتُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: يَوْمٌ وَكَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُقِلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمْتُ. (بخاری، رقم ۶۰۱۹)

ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے دیکھا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا (خاطر داری کے) دستور کے مطابق اکرام کرے، لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول دستور کے موافق کب تک،

آپ نے فرمایا (خاطر داری) ایک دن اور ایک رات تک اور میزبانی تین دن تک کی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ صدقہ ہوگا، اور جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(۵۷)

عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ يَوْمَ وَلَيْلَةَ وَالضِّيَافَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَى عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ... (و) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُقِلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمْتُ. (بخاری، رقم ۶۱۳۵)

ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اس کی خاطر داری بس ایک دن اور ایک رات کی ہے اور میزبانی تین دن تک ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ صدقہ ہوگا۔ مہمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اُسے تنگ کر ڈالے۔ جو اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

توضیح

اس حدیث میں یہ باتیں بتائی گئی ہیں:

- ۱۔ ہر صاحب ایمان پر لازم ہے کہ وہ پڑوسی کی عزت کرے اور مہمان کی عزت کرے اور دستور کے مطابق اُس کی خاطر داری کرے، کیونکہ قیامت کے دن اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
- ۲۔ دستور کے مطابق خاطر داری کی مدت ایک دن اور ایک رات ہے۔ البتہ مہمانی کی مدت تین دن رات تک

ہے۔

۳۔ اگر کوئی مہمان تین دن سے زیادہ قیام کرتا ہے تو پھر اس پر جو کچھ خرچ کیا جائے گا، وہ صدقہ ہوگا۔

۴۔ کسی مہمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن قیام کرے کہ وہ اُس سے تنگ آ

جائے۔

۵۔ ہر صاحب ایمان کو اپنے منہ سے اچھی بات ہی نکالنی چاہیے، ورنہ اسے خاموش رہنا چاہیے، کیونکہ اسے

اپنے افعال و اعمال کے بارے میں خدا کو جواب دینا ہے۔